لطف کا جلسہ ہوا۔ اوس دن سے امراؤ جان اکثر شام کو چلی آتی تھین۔ گھنٹہ دو گھنٹہ تک نشست رہتی تھی۔ کبھی شعر شاعری کا جلسہ ہوا۔ کبھی اونھون نے کچھ گایا۔ احباب محظوظ ہوے۔ ایسی ہی ایک جلسہ کی کیفیت ہم یہان لکھے دیتے ہین۔ ان مشاعرون مین کوئی طرح نہین مقرر کیجاتی تھی۔ اور نہ بہت سے لوگون سے وعدے لیے جاتے تھے۔ صرف بے تکلف احباب جمع ہو جاتے تھے۔ اور اپنی اپنی تازہ تصنیف غزلین پڑھتے تھے۔

مشاعرہ

کسکو سنائین حال دلِ زار اے ادا
آوارگی مین ہمنے زمانے کی سیر کی

مرزا رسوا۔ کیا کہنا بی امراؤ جان صاحبہ۔ یہ مقطع تو آپنے حسب حال کہا ہے۔ اور شعر کیون نہ پڑھے۔

امراؤ جان۔ تسلیم۔ مرزا صاحب۔ آپکے سر کی قسم۔ بس وہ مطلع یاد تھا۔ اور یہ مقطع۔ خدا جانے کس زمانے کی غزل ہے۔ زبانی کہان تک یاد رہے۔ بیاض نگوڑی گم ہو گئی۔

منشی صاحب۔ اور وہ مطلع کیا تھا ہمنے نہین سنا۔

رسوا۔ آپ تو اہتمام مین مصروف ہین۔ سنے کون؟۔

اسمین شک نہین کہ منشی صاحب نے آج کے جلسے کے لیے بڑے سلیقے سے انتظام کیا تھا۔ گرمیون کے دن تھے۔ مہتابی پر دو گھڑی دن رہے سے چھڑکاؤ ہوا تھا۔ تاکہ شام تک زمین سرد ہو جاے۔ اوسی پر دری بچھا کے اوجلی چاندنی کا فرش کر دیا گیا تھا۔ گوری گوری صراحیان پانی بھر کے کیوڑا ڈال کے منڈیر پر چنوا دی گئی تھین۔ انپر بالو کے آبخورے ڈھکے ہوے تھے۔ برف کا انتظام علحدہ کیا گیا تھا۔ کاغذی ہانڈیون مین سفید پانون کی سات سات گلوریان سرخ صافی مین لپیٹ کر کیوڑے مین بسا کر رکھدی گئی تھین۔ ڈھکنون پر تھوڑا تھوڑا کھانے کا خوشبودار تمباکو رکھدیا تھا۔ ڈیڑھ خمے حقون کے نیچون مین پانی چھڑک چھڑک کر ہار لپیٹ دیے تھے۔ چاندنی رات تھی۔ اسلیے روشنی کا انتظام زیادہ نہین کرنا پڑا۔ صرف ایک سفید کنول دورے کے لیے روشن کر دیا گیا تھا۔ آٹھ بجتے بجتے سب احباب۔ میر صاحب۔ آغا صاحب۔ خانصاحب۔ شیخصاحب۔ پنڈت صاحب۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ تشریف لاے۔ پہلے خیر فالودہ کے ایک ایک پیالے کا دَور چلا۔ پھر شعر و سخن کا چرچا ہونے لگا۔

منشی صاحب۔ تو پھر اہتمام آپ کیجیے۔ بندہ شعر سنے۔

رسوا - معاف فرمایئے - یہ دردِ سر مجھ سے نہ ہوگا -

منشی صاحب - اچھا تو وہ مطلع کیا تھا - **امراؤ** - مین عرض کیے دیتی ہون -

کعبے مین جا کے بھول گیا راہ دَیر کی
ایمان بچ گیا مرے مولا نے خیر کی ؎

منشی صاحب - خوب کہا ہے - **خانصاحب** - اچھا مطلع کہا ہے - مگر "یہ بھول گیا" کیون

امراؤ جان - تو کیا خانصاحب مین ریختی کہتی ہون ! -

خانصاحب - ذرا تو ریختی کا ہے - "مرے مولا نے خیر کی" آپ ہی کی زبان سے اچھا معلوم ہوتا ہے -

رسوا - بس آپ کے جملے شروع ہو گئے - یہ شعر سننے دیجیئے - خانصاحب دنیا مین اگر سب آپ ہی کے سے محقق ہو جائین تو شعر گوئی کا مزا تشریف لیجائے - ؏ - ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است -

خانصاحب - (کسی قدر بُرے تیورون سے) درست -

رسوا - امراؤ جان اچھا - تو کوئی اور غزل پڑھو -

امراؤ - دیکھیے کچھ یاد آئے تو عرض کرون - تھوڑی دیر کے بعد -

شبِ فرقت بسر نہین ہوتی ؎ نہین ہوتی سحر نہین ہوتی ؎

حضارِ جلسہ - واہ وا - سبحان اللہ - کیا کہنا -

امراؤ - تسلیمین کر کے - یہ شعر ملاحظہ ہو -

شورِ فریاد تا فلک پہونچا ؎ مگر اوسکو خبر نہین ہوتی ؎

رسوا - کیا شعر کہا ہے - (حضار نے بھی تعریف کی)

امراؤ - آپ کی عنایت - تسلیم - تسلیم -

تیرے کوچے کے بینواؤن کو ؎ ہوسِ مال و زر نہین ہوتی +

احباب تعریف - **امراؤ** - تسلیم -

جان دینا کسی پہ لازم تھا ؎ زندگی یون بسر نہین ہوتی

رسوا - واہ! خانصاحب یہ شعر ملاحظہ ہو - **خانصاحب** - سبحان اللہ حقیقت مین کیا شعر کہا ہے

امراؤ - تسلیم - آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہین - ؏ - ورنہ مین کیا مری حقیقت کیا

ہے یقین وہ نہ آئین گے پھر بھی ؎ کب نگہ سوئے در نہین ہوتی

خانصاحب - یہ بھی خوب کہا - **پنڈت صاحب** - کیا طرزِ کلام ہے -

امراؤ - تسلیم کر کے -

اب کسی امید پر نظر میری شکوہ سنج اثر نہین ہوتی ہے
خانصاحب۔ کیا اچھا کہا ہے۔ فارسیت ٹپک رہی ہے۔
منشی صاحب۔ جو کچھ ہو۔ مضمون اچھا ہے۔ امراؤ۔ تسلیم۔
ہم اسیران عشق کو صیاد بوس بال و پر نہین ہوتی۔
احباب۔ تعریف۔ امراؤ۔ تسلیم۔
غلط انداز ہی سہی وہ نظر کیون مرے حال پر نہین ہوتی
خانصاحب۔ ہان ہونا تو چاہئے۔ خوب کہا ہے۔ امراؤ۔ تسلیم۔ مقطع ملاحظہ ہو۔
اے ادا ہم کبھی نہ مانینگے دل کو دل کی خبر نہین ہوتی
خانصاحب۔ کیا مقطع کہا ہے۔ یہ آپ اپنا تجربہ بیان کرتی ہین۔ اور لوگون کی رائے اسکے خلاف ہے۔
امراؤ۔ ذاتی تجربہ جو کچھ ہو۔ مین نے تو اک شاعرانہ مضمون کہا ہے۔
رسوا۔ اچھا ذرا پھر تو پڑھیئے۔ امراؤ جان نے پھر پڑھا۔
رسوا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے دونون پہلو اس شعر سے نکل سکتے ہین
خانصاحب۔ واقعی مرزا صاحب کیا خوب بات کہی۔
احباب۔ غزل از مطلع تا مقطع ایک رنگ مین ہے۔ اعلے درجے کا مذاق ہے۔
آغا صاحب۔ نشست الفاظ تو ملاحظہ کیجئے۔
پنڈت صاحب۔ کیا دُر فشانی کی ہے۔
امراؤ جان۔ (کھڑی ہو کے) تسلیمین۔
منشی صاحب۔ خانصاحب اب آپ کچھ ارشاد کیجئے۔
خانصاحب۔ حضرت مجھے تو معاف کیجئے۔ کچھ یاد ہی نہین آتا۔
رسوا۔ کچھ تو پڑھیئے۔
خانصاحب نے ایک مطلع اور دو شعر پڑھے۔
خانصاحب۔ حیف بنت العنب نہین ملتی ماہ مین ایک شب نہین ملتی ہے
رسوا۔ کیا اچھا کنایہ ہے۔ یعنے شب چاردہم۔
خانصاحب۔ تسلیم۔
یون تو ملتی ہے داد صنعت شعر داد حسن طلب نہین ملتی ہے
رسوا۔ کیا کہنا۔ خوب فرمایا۔

خانصاحب۔ شوخیون سے کسی کی میری مراد
پہلے ملتی تھی اب نہین ملتی ہے
رسوا۔ لاجواب شعر کہا ہے۔ **خانصاحب۔** تسلیم۔
اِسکے بعد ایک صاحب تشریف لائے۔ آدمی کے ہاتھ مین لالٹین تھی۔
خانصاحب۔ یہ کون صاحب آتے ہین۔ شب ماہ مین لالٹین کی کیا ضرورت تھی۔
نوابصاحب۔ حضرت حماقت تو ہوی۔ معاف کیجیے گا۔
خانصاحب۔ آہا۔ نوابصاحب۔ "بحضور مضائقہ ندارد"
نوابصاحب تشریف لائے۔ سب نے تعظیم کی۔ غزل پڑھنے کی فرمائش ہوئی
نوابصاحب۔ مین تو آپ صاحبون کا مشتاق ہو کے آیا ہون۔ مجھے تو کچھ یاد واد نہین۔
شیخصاحب۔ جناب غزل پڑھنا ہوگی۔
نوابصاحب۔ اچھا جو کچھ یاد آتا ہے۔ عرض کیئے دیتا ہون۔
دل مین کھپ جائیگی قاتل کی ادا ایک نہ ایک
کارگر ہوگا کبھی تیرِ قضا ایک نہ ایک ہے
احباب۔ سبحان اللہ۔ واہ۔ وا۔ کیا مطلع فرمایا ہے۔
نوابصاحب۔ (جھک جھک کے تسلیمین کرنے لگے) شعر ملاحظہ ہو۔
کوئی حورون پہ فدا کوئی بتون پر شیدا
ڈھونڈھ ہی لیتے ہین انسان خدا ایک نہ ایک
احباب۔ واہ کیا شعر کہا ہے۔ **نوابصاحب۔** تسلیم۔ اِسکے بعد چپ ہو رہے۔
رسوا۔ اور کچھ ارشاد ہو۔ **نوابصاحب۔** واللہ۔ اب کچھ یاد ہی نہین آتا۔
منشی صاحب۔ پنڈت صاحب اب آپ داد فصاحت دیجئیے۔
پنڈت جی۔ آشنا گلام۔ دو مین شعر عرض کیئے دیتا ہون۔
وصل مین ذکرِ عدو بھی دم بدم ہوتا رہا
شربتِ دیدار میرے حق مین سم ہوتا رہا
احباب۔ تعریف۔ **پنڈت صاحب۔**
زاہدون دو دن سے چرچا حق پرستی کا ہوا+
ورنہ کعبے مین سدا ذکرِ صنم ہوتا رہا
نوابصاحب۔ ہم نہین کہہ سکتے۔ مگر خوب کہا۔

پنڈت صاحب۔ کہیے یا نہ کہیے۔ مگر بات سچی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ ہو۔
واعظا کیوں سر جھکائے وہ کسی کے روبرو جبکا سر نقشِ قدم پر اوسکے خم ہو نا رہا

احباب۔ تعریف۔ پنڈت صاحب۔
زلف کی تعریف میں دفتر کے دفتر لکھدیے مو بمو حالِ پریشانی رقم ہوتا رہا

رسوا۔ یہ خاص لکھنؤ کا مذاق ہے۔
پنڈت جی۔ اور آپ دہلی کے کب ہیں۔
رسوا۔ اچھا شعر پڑھیے۔ مین نے تو اک بات کہی۔
پنڈت جی۔
دل جو تھا پہلے گل نورستہ باغِ مراد
خار خارِ حسرتِ رنج و الم ہوتا رہا

نوابصاحب۔ دیکھیے کیا شعر کہا ہے۔ خانصاحب۔ متانتِ الفاظ ملاحظہ ہو۔
پنڈت جی۔ تسلیم۔ مقطع ملاحظہ ہو۔
شکریہ مخمور اوسکا کب ادا تجسے ہوا
ہر نفس تجھ پر جو خالق کا کرم ہوتا رہا

خانصاحب۔ سبحان اللہ۔ ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است و چون برمی آید مفرح ذات۔
رسوا۔ خانصاحب آپکے مارے تو شعر ہی پڑھنا مشکل ہے۔
احباب۔ سبحان اللہ۔ کیا غزل فرمائی ہے۔ پنڈت جی۔ آپ کی عنایت۔ پرورش بندہ نوازی۔ واللہ۔ یہ آپ ہی لوگون کا صدقہ ہے۔
منشی صاحب۔ شیخصاحب۔ آپ تو کچھ ارشاد کیجیے۔
شیخصاحب۔ (مسکرا کے) جی مجھے تو کچھ یاد نہیں۔
خانصاحب۔ یاد نہیں۔ مگر شتر گربہ کی غزل جیب مین ہوگی۔
شیخصاحب۔ واللہ نہین۔ صرف چار شعر ابھی موزون کر لیے ہین۔
رسوا۔ تو پھر پڑھتے کیون نہین۔ شیخصاحب۔ پھر عرض کیے دیتا ہون۔
عرض وہ عرض کہ جس عرض مین اصرار نہ ہو
بات وہ بات کہ جس بات سے انکار نہو

احباب۔ تعریف۔ شیخصاحب۔ تسلیم۔

شل یوسف سر بازار پڑے پھرتے ہو — کیا ہی شرماؤ اگر کوئی خریدار نہو

رسوا۔ کیا اچھا مذاق ہے۔ شیخصاحب۔ تسلیم۔

دل وہ اچھا جو حسینون کی نظر مین نہ جچے — جنس وہ خوب کوئی جسکا خریدار نہو۔

خانصاحب۔ بہت خوب۔ شیخصاحب۔ تسلیم۔

قتل عشاق کی بیکار قسم کھاتے ہو — ہم نہ مانین گے اگر کوئی خریدار نہو

اتنے مین ایک آدمی آیا۔ اوسنے ایک پرچہ منشی احمد حسن کو دیا۔

منشی صاحب (رقعہ پڑھکے) لیجئے۔ مرزا صاحب تشریف نہین لائینگے۔ غزل تازہ تصنیف بھیجدی ہے۔

مین نے آدمی سے پوچھا کرتے کیا ہین۔

آدمی۔ (مسکرا کے) جی۔ سکندر باغ سے سرِ شام بہت انگریزی درختون کے ماندے لیکے آئے ہین۔ اونکو گول حوض کے کنارے پتھرون کے اندر سج رہے ہین۔ مالی پانی دیتا جاتا ہے۔

رسوا۔ جی ہان اونھین اپنے اعمال سے فرصت کہان۔ جو مشاعرے مین تشریف لائین۔

منشی صاحب۔ اچھا تو غزل پڑھ دیجئے۔ واللہ کیا صحبت کو بے لطف کیا۔ نہ آئے نہ۔ اچھا غزل ہی پڑھ دیجئے۔

رسوا۔ مجھسے تو کچھ نہ پڑھوائیے گا۔

منشی صاحب۔ ہان خوب یاد آیا۔ اچھا تو آپ پہلے پڑھ دیجئے۔

رسوا۔

نہ پوچھو ہم سے کیونکر زندگی کے دن گذرتے ہین — کسی بیدرد کی فرقت مین جیتے ہین نہ مرتے ہین

کوئی اُنسے کہے دل لے کے بھی یون ہین مکر جانا — عدو کے سامنے جو گالیان دیکر مکرتے ہین

ابھی تو منس رہے ہان مدعی ذوقِ جراحت کے — نہ پوچھو اوس مزے کو جب نمک زخمون مین بھرتے ہین

تماشا ہو جو اُنکا بوسہ لیکر ہم مکر جائین — بہت جو چاہنے والون کا دل لیکر مکرتے ہین

اُنھین کا نام لے لیکر کوئی فرقت مین مرتا ہے — کبھی تو وہ بھی سن لینگے جو بدنامی سے ڈرتے ہین

بگاڑا ہمکو قسمت نے تو پھر بننا نہین ممکن — وہ گیسو ہین کسی کے جو بگڑ کے پھر سنورتے ہین

کبھی شانے سے اُلجھے وہ کبھی آئینے کو توڑا — سنورنے مین بگڑتے ہین بگڑنے مین سنورتے ہین

ہمین زندہ نہ چھوڑینگی ادائین اُنکے جوبن کی — دوپٹہ اوڑھکر اترا کے جو چلنے مین اُبھرتے ہین

ادائے ناز کو رسوا ہے دعوی پارسائی کا — کوئی پوچھے تو آخر مرنے والے کس پہ مرتے ہین

احباب نے ہر شعر کی داد دی۔ رسوا نے سر تسلیم خم کیا۔ اسکے بعد مرزا صاحب کی غزل پڑھنا شروع کی۔

کل رات کو اونھین جو کہین دیر ہو گئی / دنیا ہماری آنکھون مین اندھیر ہو گئی
مرنے کے دن قریب ہین شاید کہ اے حیات / تجھسے طبیعت اپنی بہت سیر ہو گئی
بیہودہ خواہشون نے نہ جینے دیا ہمین / ان موذیون سے قتل اگر زیر ہو گئی
اے موت تجھکو کیا ہوا تو ہی بلا سے آ / اونکو تو آتے آتے بڑی دیر ہو گئی
میری تباہیون کی تمھین اب خبر ہوئی / کیا پوچھتے ہو عمر یونہین تیر ہو گئی
آج اون سے ہمنے آنے کا وعدہ لیا تو کیا / دم ہی نکل گیا جو کہین دیر ہو گئی
ملنا تھا میرے پاس سے اے کاہلی تجھے / کم بخت تو تو آکے یہین ڈھیر ہو گئی
دبکی ہوئی تھی گربہ صفت خواہش گناہ / چمکارنے سے پھول گئی شیر ہو گئی
مرزا مشاعرے مین نہ تشریف لائینگے / تا چند انتظار بڑی دیر ہو گئی

اسکے بعد مظہر الحق صاحب ایک نامی شاعر کہین باہر کے رہنے والے جو اسوقت اتفاق سے وارد مشاعرہ تھے۔ اونھون نے یہ نظم پڑھی۔

ہے ہمارے شاعرون کا یہ حال / جسکی اک نقل کرتے ہین نقال
روش اہل فن پہ ہنستے ہین / رنگ بزم سخن پہ ہنستے ہین
کیا زمانے مین غدر ہے توبہ / شاعری کی یہ قدر ہے توبہ
گو کہ پاس ادب نہین کرتے / ہان جو کچھ بے سبب نہین کرتے
جاتے ہین شاعران خوش تقریر / اپنے ہمراہ لے کے جم غفیر
کب سخنور اکیلے جاتے ہین / قدردانون کو لیکے آتے ہین
جاتے ہین معرکون مین فوج سمیت / ساتھ ہوتے ہین بیشمار پھکیت
جنکے ہمراہ یہ ہجوم نہ ہو / کبھی اونکی غزل کی دھوم نہ ہو
اک اودھر واہ واہ کرتا ہے / اک ادھر آہ آہ کرتا ہے
واہ کیا طرز دُرفشانی ہے / واہ کیا وضع خوش بیانی ہے
کوئی کہتا ہے واہ کیا کہنا / فی الحقیقت یہ ہے نیا کہنا
اس سے بہتر کہیگا کیا کوئی / کب ہے استاد آپ سا کوئی
اس زمانے مین آپ یکتا ہین / واقعی فخر میر و مرزا ہین
کب میسر تھا اونکو حسن کلام / کچھ نہ تھے وہ فقط ہے نام ہی نام

ان کے دیوان کب یہ نشتر ہین — بخدا آپ اون سے بہتر ہین
ان سے واللہ آپ اچھے ہین — قسم باللہ آپ اچھے ہین
کہین بڑھکر ہے آپ کا انداز — نکتہ سنجی ہے یا کہ ہے اعجاز
آپ قدرت نمائے معنی ہین — فی الحقیقت خدائے معنی ہین
آپ کے آگے کون منہ کھولے — کسکا مقدور ہے جو کچھ بولے

ہے یہ انداز آپ کا حصہ — ہے یہ اعجاز آپ کا حصہ
دل مین ہم خوب کر چکے ہین غور — آپ ہی آپ ہین نہین کوئی اور
آپ ایسے ہین آپ ویسے ہین — ہم سمجھتے ہین آپ جیسے ہین
آپ کیا قدر اپنی پہچانین — پوچھیے ہمسے آپ کیا جانین
آپ کا کام ہے ہوا بندی — آپ پر ختم ہے ادا بندی
ایسے شاعر ہوے ہین کب پیدا — ہوے ہین نہ ہونگے اب پیدا
الغرض بے تکی اڑاتے ہین — بچے جاتے ہین لوٹے جاتے ہین
انکی تعریف ہے وہ لاطائل — جس سے دُکھتا ہے دوسرونکا دل
منہ سے وہ شعر ادھر نکالتے ہین — یہ ادھر ٹوپیان اوچھالتے ہین
جنکی تعریف کا یہ تھا مذکور — اپنے دل مین بہت ہی ہین مسرور
اگر اسمین کسی کو غصہ آئے — کچھ تعجب نہین کہ لٹھ چل جائے
نہین یہ بات کچھ تعجب کی — بلکہ اکثر ہوا ہے ایسا ہی
پڑھتے ہین لفظ لفظ رک رک کے — ہو رہے ہین سلام جھک جھک کے
گو بظاہر ہے انکسار بہت — دل مین ہے جوش افتخار بہت
کس قدر تنتے ہین بررتے ہین — خود بھی تعریف اپنی کرتے ہین
ہوتی ہے لفظ لفظ کی تشریح — ہوتی ہے بات بات کی تصریح
کیون نہون اپنی مدح کے شائق — جانتے ہین کہ ہم ہین اس لائق

کس قدر دور ہین معاذ اللہ — کیسے مغرور ہین معاذ اللہ
نکتہ فہم ایسے نکتہ دان ایسے — شاعر ایسے ہین قدردان ایسے
جھوٹی تعریف کی حقیقت کیا — جب حقیقت نہو تو لذت کیا
اسمین کیا خط ہے یہ مزا کیا ہے — کوئی پوچھے انھین ہوا کیا ہے
گو کہ میری مذمتین ہونگی — مین سمجھتا ہون جو گتین ہونگی

صاف گوئی کی داد پاؤں گا · مین بھی اپنی مراد پاؤں گا
کیا غرض ہے جو مین کسی سے ڈرون · بات سچّی ہے کیون نہ کہہ گذرون
مجکو بھاتی نہین لگی لپٹی · بلکہ آتی نہین لگی لپٹی
طرزِ اہلِ سخن سے ناخوش ہون · دوستِ اہلِ حق سے ناخوش ہون
شاعری ہے اگر اسی کا نام · دور سے ایسی شاعری کو سلام

اس نظم کی انصاف پسند احباب نے بڑی تعریف کی۔

رسوا۔ ہر شعر پر اہلِ محفل تحسین کرتے جاتے تھے۔ منشی صاحب پر وجد کا عالم طاری تھا۔ امراؤجان جھوم رہی تھین۔ اور میرا جو حال تھا وہ میرے ہی دل سے کوئی پوچھے۔

منشی صاحب۔ ہان جناب آغاصاحب اب آپ کچھ عنایت فرمائیے۔

آغاصاحب۔ بہت خوب۔ مطلع اول ملاحظہ ہو۔

کہین ساماں ایسے ہون ترکچھ دل کو مرے کل ہو
مٹر او بلے ہوئے ہون اور اِک ٹھرّے کی بوتل ہو

احباب۔ واہ آغاصاحب کیا مطلع فرمایا ہے۔

آغاصاحب۔ ای حضرت ابھی آپنے سنا ہی کیا ہے دوسرا مطلع سنیئے۔

وہ مضمون ڈھونڈھکر باندھون کہ جو آنکل سے آنکل ہو
کہون وہ مطلع ثانی کہ جو اوّل سے اوّل ہو

احباب۔ بیشک اول سے اوّل ہے۔

آغاصاحب۔ لے اب شعر ملاحظہ ہون۔

تکلف برطرف صاحب اگر ایسے ہی نازک ہو
پہین لو نور کے کپڑے نہ جالی ہو نہ ململ ہو

اس شعر کا رخ نوابصاحب کی طرف تھا۔ جو جالی کا کرتہ ہلکا بادامی دگا اور باریک ململ کا انگرکھہ پہنے۔ بند کھولے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ایک نہایت ہی نفیس پنکھیا ہاتھ مین تھی اوسے جھلتے جاتے تھے۔

اگر جاڑے مین تو مل جائے تو کیا غم ہے جاڑے کا
تری زلفین ہون شانے پر دوشالہ ہو نہ کمل ہو

احباب۔ تعریف۔

آغا صاحب - کہو بیچارگی مین بھی طبیعت خوش رکھے مجنون ؎
کہ چرلے نا قۂ لیلی ہری جب دل کی کوپل ہو

پنڈت جی - سبحان اللہ! اور تو اور - یہ بیچارگی سے چارہ کیا نکالا ہے -

احباب - واللہ سمجھے بھی خوب - سمجھ ہو - تو ایسی ہو - نہین تو نہ ہو -

آغا صاحب - ہنو - اچھا - اب یہ شعر سنیئے -

کہو عشاق سے اپنے کہ ضبط گریہ فرمائین
رُکے گا راستہ گھر کا اگر کوچے مین دلدل ہو

شیخصاحب - اچھی کہی -

رسوا - (خانصاحب سے) آپ کیون سکوت مین ہین - کوئی اعتراض نکالیئے -

آغا صاحب - ہان جناب سکوت - قدرشناس ٹھیک نہین ہے -

خانصاحب - آپ میری تعریف کو تحسین ناشناس نہ سمجھئے - اسلیئے چپ ہون -

آغا صاحب - نہین حضرت میری ایسی اونچی سمجھ نہین ہے -

احباب - اس فقرے پر لوٹ گئے - آغا صاحب - شعر ملاحظہ ہو -

ہمین رشک آئے اپنے سے ہمین سے غیر پیدا ہو
ہم ایسے دو نظر آئین اگر معشوق احول ہو

احباب - آغا صاحب - سبحان اللہ - کیا نازک خیالی کی ہے -

آغا صاحب - ابھی کم سن ہین اونکو شوق ہے لنگر اڑانے کا
نکلّا ڈور کا ہو اک نہ کنکیا نہ تکل ہو ؎

اس شعر کا رخ بھی نوابصاحب کی جانب تھا - اسلیئے کہ آپ ہی کی سرکار عالیجاہ سے کنکوّے کی برات بڑی دھوم سے نکلی تھی -

آغا صاحب - کوئی اون سے کہے جو شعر معنی بند کہتے ہین ؎
کھلے کیا رازِ سربستہ جو دروازہ مقفل ہو

رسوا - آغا صاحب کیا کہنا! امراؤ جان - ذرا سُننا - کیا شعر کہا ہے -

امراؤ جان - سبحان اللہ - مین پہلے ہی سمجھ گئی - جو چاہین کہہین - مالک ہین -

آغا صاحب - تو صاف صاف کیون نہین کہتین کہ دوزخ کا دربان ہون - اچھا سنیئے

کسی صورت سے بہلا لین گے اوس معشوق کم سن کو
ڈبل پیسا نہ ہو ریوڑی نہ ہو تو گول گپّل ہو

احباب۔ کیا کہنا۔

آغا صاحب۔ کبھی گالی سُنا بیٹھے کبھی جوتا لگا بیٹھے
حکومت کا مزا آئے اگر معشوق ارذل ہو

خانصاحب۔ درست۔ مگر آپ کی شرافت سے بعید ہے۔

آغا صاحب۔ جناب شریف کون ہے اس زمانے مین۔
خدا کے فضل سے اوترا تھا گیا ہی عرش سے جوڑا
نہ مجھا کوئی گرگا ہو نہ تم سی کوئی شغتل ہو

نوابصاحب۔ خوب۔ مگر روئے سخن کسکی طرف ہے

آغا صاحب۔ یہ تو آپ ہی خوب سمجھ سکتے ہین۔ اِسلیئے کہ آپ محرم راز ہین۔
"السر عند کرام الناس مکتوم"

خانصاحب۔ آپ جواب دیجئے۔

آغا صاحب۔ آپ کیا جواب دین گے۔ یہ شعر سنیئے۔
ہم اوس نازک ادا کی شوخیون پر جان دیتے ہین
نشتر کے جسمین غمزے ہون فرس کی جسمین چھل بل ہو

احباب۔ واہ ری ہمت۔ آغا صاحب۔ اچھا نہی۔ یہ سنیئے۔
مین دل کو چیر ڈالون گا جو تم پہلو سے اُٹھ جاؤ
مین آنکھین پھوڑ ڈالون گا جو تم آنکھون سے اوجھل ہو

احباب۔ خوب۔

آغا صاحب۔ تمھاری سادگی مین کچھ عجب عالم نکلتا ہے
نہ چوٹی ہو نہ کنگھی ہو۔ نہ مسّی ہو نہ کاجل ہو

امراؤ جان۔ اُوہی تو کیا دن رات سر جھاڑ۔ مُنہ پہاڑ بیٹھا رہے

آغا صاحب۔ سادگی کا یہی مزا ہے۔ اور دوسرے خرچ کی بھی کفایت ہے۔
اس مذاق مین لطف یہ ہے کہ امراؤ جان کسی قدر خسیس مشہور تھین۔
مگا ہم سے وہ جب مانگین اونھین جھکے سے ہم دیتے ہین
نہ ٹک ٹک ہو نہ جھک جھک ہو نہ پیچ کچھ ہو نہ کل بل ہو

احباب۔ کیا مصرعہ کہا ہے۔

خانصاحب۔ اوپر کا مصرعہ بھی خوب لگایا۔ وہی ارذل کی رعایت چلی جاتی ہے۔

امراؤ جان۔ ہنستے ہنستے لوٹی جاتی تھیں۔

آغا صاحب۔ اچھا تو اب ایسے شعر نہ پڑھیں۔ ہمارا معشوق ذلیل ہوا جاتا ہے۔ نازک خیالی سنیئے۔

تری نازک کمر کے باب میں چھلک بنا دیگے
وہ کیا سمجھے یہ باریکی طبیعت جسکی گٹھل ہو

خانصاحب۔ میں تسلیم کیے لیتا ہوں کہ میری طبیعت ایسی ہے جیسا آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ مگر برائے خدا اس چھلک کے معنی سمجھا دیجیے۔

آغا صاحب۔ خیر خاطر ہے۔ سُن لیجیے۔ محاسب لوگ خانہ پُری کے لیے بجائے نمارد کے یہ نشان + بنا دیا کرتے ہیں۔ اسلیئے اس سے یہ مطلب نکلا کہ کمر معدوم ہے۔ دوسرے ایک خط نے بیچوں بیچ سے دوسری کو کاٹ دیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ معشوق کی کمر کٹی ہوی اور پھر جُڑی ہوئی بھی ہے۔

خانصاحب۔ یہ کیونکر؟ آغا صاحب۔ اب اس باریکی کو نہ پوچھیے! ۔ خیر۔ حضرت واضح ہو کہ چھلک علم ریاضی میں علامت جمع کی ہے لطف یہ ہے کہ علامت کی کوئی مقدار نہیں ہوتی۔ مطلب یہ نکلا کہ کمر باوجود معدوم ہونے کے جسم کے دونوں حصوں کو جوڑے ہوئے ہے۔

احباب۔ حضرت بس نازکخیالی کی حد ہوگئی۔ جو کوئی اتنے علم جانتا ہو وہ آپ کے شعر سمجھے۔

آغا صاحب۔ اسی سے تو میں ایسے دلیسوں کے سامنے پڑھتا نہیں۔ افسوس اوستاد مرحوم زندہ ہوئے نہیں تو ان شعروں کی کچھ داد ملتی۔ اب سمجھنے والوں میں کون رہگیا ہے۔ خیر۔ اب مقطع سُن لیجیے۔ طبیعت کلفت ہوگئی۔ کوئی قدردان نہیں ہے۔

بس اے فراق بس! اطبع قیامت خیز کو روکو
غضب ہو جائے گا نوجِ مضامین میں جو ہلچل ہو

احباب۔ مقطع پھر عنایت ہو۔ آغا صاحب نے دوبارہ پڑھا۔

نواب صاحب۔ کیا زبردست تخلص رکھا ہے۔ فراق!۔

آغا صاحب۔ معاف فرمائیے گا ہے تو کچھ ایسا ہی۔ مگر کچھ ایسا نازیبا نہیں ہے۔ ایک تو خاندانی اعتبار سے۔ اسلیئے کہ فدوی کے آبا و اجداد دشت قبچاق میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ دوسرے اس سبب سے کہ اوستاد مرحوم سارق تخلص فرماتے تھے اور یہ کچھ ایسا نامناسب بھی نہ تھا۔ اسلیے کہ (اونکی روح شرمندہ ہو) عمر بھر اگلے شاعروں

کے مضمون چرا چرا کے موزون فرمایا کیجیے۔ سارا دیوان ملاحظہ کر لیجیے۔ شاید ہی کوئی شعر نیا ہو۔ جب اشہب خامہ کی لگام میرے ہاتھ آئی تو مین نے سرقہ کو اپنی شان کے منافی سمجھ کے قزاق تخلص رکھ لیا۔ کچھ نہی۔ اِسمین ایک طرح کا بانکپن تو ہے۔ بندہ کا یہ دستور رہا ہے اور رہے گا کہ شعرا ے ماضی وحال و استقبال کے مضامین زبردستی چھین چھین کے اپنے قبضہ تصرف مین کر لون گا۔

نواب۔ بہت مبارک!۔

مشاعرہ ختم ہونے کے بعد فالسہ کی برف جمائی گئی۔ اوسکی دو دو قفلیان احباب نے نوش کین۔ سب اپنے اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ اسکے بعد دسترخوان بچھا۔ منشی صاحب نے اور مین نے اور امراؤ جان نے کھانا کھایا۔

منشی صاحب (امراؤ جان سے) ذرا اپنا وہ مطلع تو پڑھیے جو آپ نے پہلے پڑھا تھا

امراؤ جان۔ کسکو سنائین حال دل زار اے ادا
آوارگی مین ہمنے زمانے کی سیر کی

منشی صاحب۔ اسمین شک نہین کہ آپ کے حالات بہت ہی دلچسپ ہونگے جب آپ نے یہ مطلع پڑھا ہے۔ مجھے یہی خیال ہے۔ اگر آپ اپنی سرگذشت بیان کرین تو لطف سے خالی نہ ہوگا۔

مین نے بھی منشی صاحب کے کلام کی تائید کی۔ مگر امراؤ پہلو بچاتی تھین۔

ہمارے منشی صاحب مہربان کو ابتدا ے سن سے قصہ کہانیون کا بڑا شوق تھا۔ الف لیلہ امیر حمزہ کی داستان کے علاوہ بوستان خیال کی کل جلدین نظر سے گذری ہوئی تھین۔ کوئی ناول ایسا نہ تھا جو آپ نے نہ دیکھا ہو۔ مگر لکھنؤ مین چند روز رہنے کے بعد جب اہل زبان کی اصلی بول چال کی خوبی کھلی۔ اکثر ناول نویسون کے بے تکے قصے بے مزہ زبان۔ اور تعصب آمیز اور بیہودہ جوش دلانے والی تقریرین آپ کے دل سے اوتر گئی تھین۔ لکھنؤ کے بامذاق لوگون کی گفتگو بہت ہی پسند آتی تھی۔ امراؤ جان کے اوس مطلع نے آپ کے دل مین وہ خیال پیدا کیا جسکا اشارہ اوپر کیا گیا ہے۔ القصہ منشی صاحب کے شوق اور میری اشتعالک نے امراؤ جان کو مجبور کیا۔ اور وہ اپنی سرگذشت کہنے پر راضی ہو گئین۔

اسمین کچھ شک نہین کہ امراؤ جان کی تقریر بہت شستہ تھی۔ اور کیون نہو۔ اول تو